اسلام کا محاسبہ۔ یورپ سے درگذر

ڈاکٹر ایم اجمل فاروقی
(۱۵، گاندھی روڈ، دہرہ دون، انڈیا)

اسلام اور مسلمانوں پر انسانیت کے دشمنوں کی طرف سے جو چارج شیٹ لگائی گئی ہے اس کے اہم نکات میں سے عدم رواداری، بنیاد پرستی، خواتین کی حقوق تلفی اور تاریک خیالی ہیں۔ دن رات یہ تاثر دینے کی کوشش چل رہی ہے کہ ''اسلام کے اڑیل غیر لچک والے رویہ'' کی وجہ سے ساری دنیا میں خلفشار پھیلا ہوا ہے۔ یہ چارج شیٹ شاید تاریخِ انسانی کی سب سے زیادہ جھوٹی اور خلافِ حقیقت چارج شیٹ کہی جاسکتی ہے۔ عملاً دنیا میں جو ہو رہا ہے وہ اس کے برعکس ہے۔ دنیا کی ظالم طاقتوں نے مل کر دنیا کے وسائل اور انسانوں کو اپنا غلام بنانے کے لیے ایک پلان بنایا ہے۔ اس پر وہ عمل پیرا ہیں۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ دنیا میں چیلنج کرنے والی کوئی طاقت اور نظریہ باقی نہ رہے۔ کمیونزم کی شکست کے بعد ''قوم پرستی'' اور ''اسلام'' ہی دو خطرہ ہیں۔ ''قوم پرستی'' بڑا خطرہ اس لیے نہیں کیونکہ یہ انھیں انسان دشمنوں کا ایجاد کردہ ہے، اسلام ہی اکیلا چیلنج ہے جو موجود ہے اور اسلام کے تعلق سے انگریزی مقولہ پر عمل ہو رہا ہے کہ ''کتے کو مارنے سے پہلے اسے پاگل مشہور کردو'' مغربی ممالک ایک ''گینگ'' کی صورت میں اپنے اپنے حصہ کا رول ادا کر رہے ہیں اور ''سردار'' ان کو حرکت میں رکھ رہا ہے، اسلام کے خلاف جنگ میں ان کا اہم حربہ مسلمانوں میں غیر مرکزیت اور فواحش و منکرات کا فروغ ہے، اس مہم کو جمہوریت کے ''قیام'' اور ''خواتین کی آزادی'' کی مہم کا نام دیا ہے۔

جمہوریت کے تعلق سے ان کے منافقانہ رویہ کی کھلی اور تازہ ترین مثال فلسطین، ترکی اور فرانس میں دیکھنے میں آئی۔ فلسطین میں جمہوری طریقے سے الیکشن جیت کر آنے والی جماعت کو ساری مغربی اور غیر اسلامی دنیا نے منظوری اور مدد نہیں دی، اس پر پابندیاں لگادیں، انصاف پسندی کی مثال دیکھئے۔ ''حماس'' کی ۷۰ فیصد سیٹیں ہیں اور اس کے وزراء کی تعداد ۱۹/ میں سے ۹/ رہ گئی۔ ''الفتح'' کی نشستیں ۲۵ فیصد ہیں۔ اس کے وزیر ۶/ رہوں گے۔ یہ ہے انصاف جو مکۃ المکرّمہ میں کیا گیا ہے مگر مغرب اب بھی ناراض ہے اور حماس کی سرکار کو مانا نہیں جا رہا ہے۔

ترکی میں صدارتی انتخاب میں اسلامی رجحانات کے حامل متوقع امیدوار عبداللہ گل کے وزیر اعظم طیب اردگان کے ذریعہ اعلان کیے جانے پر یہ معاملہ اٹھایا کہ عبداللہ گل اسلام پسند ہیں اور ان کی بیوی اسکارف پہنتی ہیں۔ ایسی خاتون ملک کی خاتون اوّل کے طور پر قصرِ صدارت میں پہنچنا ترکی میں سوشلزم کے لیے بڑا خطرہ ہوگا۔ وہاں کی مغرب زدہ فوج نے دھمکی دی اور انقرہ اور ازمیر میں بڑے بڑے مظاہرے کرائے گئے کہ اسلام پسندوں سے ترکی کو خطرہ ہے۔ یہاں تک کہ یہ

صدارتی انتخاب عدالت نے ایک قانونی حیلہ سے جولائی تک کے لیے ٹال دیئے۔

دوسری طرف دیکھیں کہ اسی ماہ فرانس میں صدارتی الیکشن ہوئے، جس میں ایک انتہاء پسند عیسائی صہیونیت کا حامی، بیرونی مہاجرین کا مخالف اور کھلے بندوں سرمایہ داری اور امریکہ و اسرائیل کی حمایت کرنے والا شخص نکولس سارکوزی صدر منتخب ہوگیا۔ مگر دنیا میں کوئی چرچا نہیں، کوئی ہنگامہ نہیں، کوئی بحث نہیں۔

ترکی کے رکن امیدوار پر ہی ہنگامہ اور فرانس میں کٹر اور انتہائی سخت تنگ نظر شخص کے منتخب ہونے پر بھی کوئی ہنگامہ نہیں۔ جب کہ طیب اردگان کی پارٹی نے اپنے چار سالہ اقتدار میں یورپی یونین میں شامل ہونے کے لیے کوئی بھی ایسا کام نہیں کیا جس سے مغربی ممالک کو اعتراض کا موقع ملے۔ اس کے برعکس فرانس میں سارکوزی کے مقابلہ نرز اور سیوکلر صدر نے بدنام زمانہ قانون پاس کر کے لاگو کرایا کہ کوئی بھی خاتون ممبر کو اسکارف یا مذہبی علامت پہن کر اسکول نہیں آسکتی۔ جب کہ طیب اردگان کے ترکی میں ایک خاتون ممبر پارلیمنٹ کو سکارف باندھ کر پارلیمنٹ کی کارروائی میں شریک نہیں ہونے دیا گیا۔ دراصل یہ ساری بہانہ بازیاں اپنے اصل مکروہ اور ظالمانہ عزائم کو پوشیدہ رکھنے کے لیے کی جارہی ہیں۔ جمہوریت کا رونا رویا جاتا ہے اور ڈکٹیٹروں کی حمایت کی جاتی ہے۔ میانمار، پاکستان اور مصر کے ڈکٹیٹر مغربی ممالک کے منظور نظر کیوں ہیں؟ پاکستان کے صدر پاکستان کو جدید فلاحی ریاست بنانے کے لیے مدرسوں کی اصلاح کے لیے بلیئر اور بش، جاپان اور جرمنی سے کروڑوں روپیہ لے رہے ہیں۔ خواتین کی آزادی کے لیے مقابلۂ حسن کا انعقاد ہورہا ہے، وہاں کی خاتون وزیر اسپین جا کر ہوا باز کی گردن میں بانہیں ڈال کر فوٹو کھنچواتی ہیں، لاہور میں میراتھن دوڑ کا اہتمام کیا جاتا ہے، جس میں مرد اور عورت ایک ساتھ حصہ لے کر شہر میں دوڑتے ہیں، مختار مائی کی عصمت دری پر رونے والے اسلام آباد میں خواتین کی عصمت فروشی کو ''خواتین کی آزادی'' کے نام پر حلال کر لیتے ہیں اور مغربی آقا بھی مختار مائی کو اقوام متحدہ کی ''برانڈ ایمبیسڈر'' بناتے ہیں مگر ''کوثر بی بی'' پر ہونے والے شرمناک ظلم پر ابھی تک زبانیں گنگ ہیں۔

یہ بات غور طلب ہے کہ مغرب کن عوامل کے ذریعہ انسانوں کو اپنا غلام بنانا چاہتا ہے؟ ایک تو انسانیت میں بے حیائی اور شراب، جوا کا فروغ ''تہذیب'' اور ''آزاد خیالی'' اور ''روشن خیالی'' کے نام پر کرتا ہے۔ دوسرے عقیدہ میں کمزوری پیدا کرنے کے لیے ''برداشت'' اور ''رواداری'' کے ناموں کا استعمال کر کے اسلامی دنیا میں اس کے لیے ماحول تیار کرتا ہے۔ ترکی میں صدارت کے اسلام پسند امیدوار کے خلاف رائے عامہ کو بنانے کے لیے مغرب نے ایک طرف تو اپنے ایجنٹوں کو سڑکوں پر اتارا ہے کہ وہ ''شریعت منظور نہیں ہے'' کے نعرہ لگائیں، دوسری طرف پورا مغربی میڈیا اس مہم پر لگ گیا ہے کہ ان مصنوعی مظاہروں کو دنیا بھر میں نمایاں کر کے پیش کرے۔ فلسطین میں حماس کے مقابلہ کے لیے ''الفتح'' کو نمایاں کیا جارہا ہے اور فرضی ناموں کے انٹرویو دکھا کر اسے رائے عامہ بتا کر پیش کیا جارہا ہے کہ عوام اب اکتا گئی ہے اور وہ اب آزادی کی جنگ نہیں لڑنا چاہتی ہے۔ نوبت یہاں تک ہے کہ امریکہ اور اسرائیل نے مل کر ڈیڑھ کروڑ ڈالر کا اسلحہ اپریل ۲۰۰۷ء میں مصر کے ذریعہ الفتح کو بھجوایا ہے، تاکہ حماس کے مقابلہ میں کمزور نہ پڑے۔ مئی ۲۰۰۷ کے دوسرے ہفتہ میں جو برادر کشی فلسطین میں جاری ہے

اس میں الفتح کے ساتھ ساتھ اسرائیل نے سیدھا حماس کو نشانہ بنایا ہے اور ۴، ۵ دنوں میں میزائل حملوں میں ۲۰ سے زائد حماس کارکن اور بے گناہ فلسطینی شہید کر دیئے گئے۔ سوڈان میں عرصہ سے یہ منافقین جنوبی لبنان کے عیسائیوں کی بھرپور مدد افریقی ممالک کے ذریعہ کر رہے ہیں۔ وسطی ایشیا کی تمام جمہوریاؤں میں ڈکٹیٹروں کی مدد کر کے عوام کو دبا رہے ہیں۔ اقوام متحدہ کے تمام اداروں کا استعمال مسلمانوں میں آپسی انتشار کو بڑھانے کے لیے کیا جا رہا ہے۔ ورلڈ بینک کے مجرم اور عیاش صدر سابق امریکی نائب وزیر دفاع کی جو گرل فرینڈ شاہ علی رضا ہیں، وہ نام نہاد خواتین کی حقوق علمبردار ۵۱ سال کی ہیں اور پال ولفووٹز سے عشق لڑا رہی ہیں اور اسی کلچر کو کہ ۵۱ سال کی عمر میں عاشقی فرمائی جائے وہ پھیلانے کے لیے دنیا بھر میں کوشاں ہیں۔ یعنی دنیائے اسلام ان کا خاص میدان کار شمالی افریقہ اور مغربی ایشیا ہے اور دونوں کی دوستی ۹۰ء کی دہائی کی شروعات میں تب ہوئی، جب دونوں "نیشنل انڈومنٹ فار ڈیموکریسی" سے جڑے ہوئے تھے۔

یاد رہے کہ پال ولفووٹز ایک کٹر یہودی اور عراق کے خلاف امریکی جنگ کا سب سے بڑا حمایتی رہا ہے۔ ورلڈ بینک میں اپنی تصویر غریبوں کے ہمدرد کی بنائی ہے اور شمالی افریقی ممالک نے اس معاشقہ پر چٹکی لیتے ہوئے بجا ہی کہا ہے کہ ہمیں بات بات پر کرپشن کا طعنہ دینے والے اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں کہ غریبوں کی امدادی رقم کے بل بوتے پر عاشقی منائی جا رہی ہے۔ عورتوں کی ہمدرد گرل فرینڈ کو غیر قانونی ترقی دے کر اس کی تنخواہ ۱۳۳۰۰۰ امریکی ڈالر سے بڑھا کر ۱۹۳۰۰۰ امریکی ڈالر کر دی ہے۔ اسی طرح کی دوسری مسلم خاتون امریکہ کی محکمہ خارجہ میں شیریں طاہر خلیل ہیں۔ امریکی محکمہ خارجہ میں جنوبی ایشیاء کے معاملات کی ذمہ دار ہیں۔ ان کی بھی یہی خصوصیات ہیں۔ گزشتہ ماہ ہندوستان آمد پر ایک اخبار کو انٹرویو دیا اور دل کھول کر بالکل صاف صاف عراق پر امریکی حملہ کی حمایت کی کہ اس سے جمہوریت کو فروغ حاصل ہوگا۔ ہالینڈ میں پرس علی افریقہ نژاد خاتون کو سارے مغربی میڈیا نے خوب سر پر چڑھا کر رکھا۔ کیوں کہ وہ قرآن اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم پر خوب تنقیدیں کرتی تھی۔ سیاسی طور پر دیکھیں تو ہر ملک کے انتہائی کرپٹ حکمرانوں کو انھیں دو اصلاح پسندوں کے در پر جائے امان ملتی ہے۔ تمام مسلم دنیا کے کرپٹ حکمران اور سیاست دان یہیں پناہ گزین ہیں۔ سلمان رشدی اور فتنۂ امامت خواتین کی بانی اسریٰ نعمانی اور مغرب کے ایجنٹ لندن سے ہی کاروبارِ قتل وخون چلا رہے ہیں۔ ایک طرف تو یہ مغربی شاطر مسلم دنیا کی غریبی اور ابتر حالت پر گھڑیالی آنسو بہاتے ہیں۔ دوسری طرف جو لٹیرے اس ابتر صورت حال کے لیے ذمہ دار ہیں، انھیں اپنے گھروں میں امان دیتے ہیں۔ ان کی لوٹی ہوئی دولت کو اپنے یہاں بینکوں میں جمع کر کے اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ صومالیہ کی مثال بالکل تازہ ہے۔ جہاں پڑوسی عیسائی ملک کی فوج کو اپنے ایمان فروش ایجنٹوں کے ساتھ صومالیہ پر قبضہ کرا دیا اور وہاں کشت وخون جاری ہے۔ مغرب کا اسلحہ بھی فروخت ہو رہا ہے اور مسلمان آپسی انتشار میں بھی مبتلا ہو رہا ہے۔

یہاں پر غور کرنے کا مقام یہ ہے کہ حقوقِ نسواں، ڈیموکریسی، ورلڈ بینک ان سب کا آپس میں رشتہ کیا ہے؟ ایک کٹر یہودی کی صدارت میں ورلڈ بینک افریقی ممالک کی معاشی مدد کن شرطوں پر اور کیوں کر رہا ہے؟ مغرب نواز کردوں کے ذریعے ترکی اور ایران میں کون بم دھماکہ کرا رہا ہے؟ لبنان کی حکومت کو فتح کے مسلح گروپ پر لبنان میں فوج کشی کے لیے

امریکی ۳۰۰ ملین ڈالر کے ہتھیار کون دے رہا ہے؟ عراق میں کردامریکی مفادات کا تحفظ کیسے کر رہے ہیں؟

اس پلاننگ کا ایک اہم پہلو عقیدہ کو مضمحل کرنا ہے اور اس کے لیے فری میسن طرز کے ہتھکنڈے ابھی بھی اپنائے گئے ہیں۔ مسلم ممالک میں ان کے قبل از اسلام ماضی کی تاریخ اور تہذیب کو آرٹ اور Ethnicity کے نام پر بڑھایا جا رہا ہے۔ افریقی ممالک 'مصر' انڈونیشیا ہر جگہ قدیم کی طرف رجوع کے نام پر غیر اسلامی تہذیب کو پروان چڑھایا جا رہا ہے۔ ۱۸ رمئی کے اخبارات میں سینگال کے تعلق سے رائٹر کی یہ خبر میرے مدعا کو بہتر طور پر سمجھا سکتی ہے ''مریدی فرقہ ۱۸۸۷ء میں فرانسیسی غلامی کے زمانہ میں فاتح ہوا تھا، یہ فرانسیسیوں کے خلاف بغاوت اور کلچرل پروجیکٹ تھا، جس میں اسلامی اور مقامی روایات کو یکجا کیا گیا تھا۔ مریدیوں نے کہا: اگر ہم اپنی مساجد بنانے کے لیے سعودیوں سے پیسہ لے لیتے تو پھر ہمیں انھیں کے طریقہ سے عبادت کرنی پڑتی۔ مغربی افریقہ میں سعودی مدد سے مسجدیں بنی ہیں، جس سے وہاں وہابی نظریات کو فروغ ہوسکتا ہے، جبکہ مریدی رواداری کی تعلیم دیتے ہیں۔ مریدیہ اپنی آزادی اور مذہبی تسکین کو بہت اہمیت دیتے ہیں، مگر دیگر مسلم ممالک کی طرح ان کی عورتیں برقعہ پوش نہیں ہوتی ہیں۔ آزادی سے گھومتی ہیں، اس طریقہ کی ایک شاخ تو ایسی ہے جس میں نماز روزہ کی پابندی نہیں ہے، بلکہ شراب پینے اور دیگر نشہ کو بھی منع نہیں کیا جاتا۔ اسے بائی فال کہا جاتا ہے۔ اس گروپ کے شیخ تیدین سامب نے کہا: اسلام امن کا مذہب ہے، یہ ہمیں لوگوں کو کلاشنکوف سے مارنا نہیں سکھاتا۔ یہ لوگ یہ بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص حج کے لیے مکہ جانے کی استطاعت نہیں رکھتا تو وہ ''وتوبا'' (بانی فرقہ مریدیہ کی جائے پیدائش) آکر اتنا ہی ثواب حاصل کرسکتا ہے۔ نیویارک میں یہ بڑی تعداد میں رہتے ہیں اور ''لٹل سینگال'' نام کی برادری قائم کر رکھی ہے۔ (''ہندوستان ایکسپریس''۔ ۱۸ رمئی ۲۰۰۷ء)

خط کشیدہ جملوں پر غور فرمائیں کہ ''رائٹر'' (ایک جرمن یہودی کی ایجنسی) کس قسم کی خصوصیات مسلمانوں میں پروان چڑھانا چاہتی ہے۔ اس کے علاوہ پچھلے پندرہ دنوں (مئی ۲۰۰۷ء کے پہلے پندرہ دن میں) بوسنیا سے خبر آئی کہ وہاں کے مقامی یورپین مسلمانوں نے باہر سے آئے مجاہدین سے نفرت کرنا شروع کر دی ہے۔ کیونکہ یہ لوگ سخت قسم کے مسلمان ہیں اور بوسنیائی مسلمان آزادی، شراب نوشی، سور کا گوشت خوری اور آزادانہ جنسی اختلاط اور نائٹ کلب کی زندگی کے عادی ہیں۔ اسی طرح کی خبریں تواتر اور تسلسل کے ساتھ پورے میڈیا اور ہندی، انگلش سب میں یکساں الفاظ میں شائع ہوتی رہتی ہیں۔ انڈونیشیا اور وسطی ایشیا کے بارے میں بھی ہمیں یہاں کی ایجنسیاں بتاتی رہتی ہیں کہ وہاں ''صوفی اسلام'' اشاعت پذیر ہے اور ''سخت گیر''، ''کٹر'' اور ''وہابی مسلمان'' کم ہو رہے ہیں۔ ان تمام رپورٹوں میں قدرِ مشترک یہ ہے کہ وہ آزادی پسند، حرام وحلال سے بے پروا اور جوا کے عادی ہوتے ہیں اور ایسے ہی مسلمان اچھے اور روادار کہلاتے ہیں اور اسی طرح کے مسلمان کو اسلامی دنیا میں فروغ دینا ہے۔

اسی لیے حماس کے مقابلہ میں الفتح کی حمایت کی جا رہی ہے۔ بے نظیر بھٹو اور مشرف سے امریکہ ماتحتی میں سمجھوتہ کرایا جا رہا ہے، ترکی میں مظاہرہ کرا کر اسلام پسند سیاست دانوں کو دباؤ میں لینے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ایک جانب تو مسلمانوں اور عالم اسلام کے حکمرانوں میں مذہب سے دوری پیدا کرنے کی ہر ممکن کوشش دن رات جاری ہے، دوسری طرف

تمام مغربی اور مشرقی ممالک کے معاشرہ اور ان کے حکمران زیادہ سے زیادہ اپنے مذاہب سے وابستہ ہو رہے ہیں، وہاں کٹر مذہبی گروہ حکومتوں پر حاوی ہو رہے ہیں۔ نام نہاد دہشت گردی اور ''اسلامی انتہا پسندی'' کے خلاف جنگ میں آ گئے۔ تمام ممالک میں اس وقت مذہبی، نسلی، انتہا پسند براہِ راست یا بالواسطہ اقتدار میں ہیں۔ امریکہ، برطانیہ، فرانس، اسرائیل، جرمنی ہر جگہ انتہائی کٹر عیسائی و یہودی ذہن کے حکمران اور نوکر شاہی حکومت کر رہی ہے۔ قارئین بش اور بلیئر کے ان صلیبی اعلانوں کو بھولے نہیں ہوں گے کہ ''عراق کے خلاف جنگ خدائی حکم ہے'' یا یہ کہ ''میں خدائی مرضی پوری کر رہا ہوں۔''

اس کے علاوہ آپ بش کے بڑے بڑے فیصلے دیکھیں۔ کلوننگ، اسقاطِ حمل، Stem Cell پر تحقیق سب مسئلوں میں بش نے عیسائی مذہبی پیشواؤں کے خیالات کی تائید کی ہے۔ بلیئر بھی اپنے یہاں قدامت پسند عیسائی روایات کو قدیم کی طرف رجوع (Return to Basics) کے نام پر آگے بڑھا رہے ہیں۔ یہی حال جرمنی، اٹلی، فرانس، ہالینڈ ہر جگہ ہے۔ یا تو مذہبی انتہا پسند حکومت کر رہے ہیں یا جنونی وطن پرستی کو فروغ دیا جا رہا ہے یا بالکل ہی جانور بنانے کی تہذیب کو فروغ دیا جا رہا ہے؟ جن باتوں یعنی قدامت پرستی، بنیاد پرستی، عدم رواداری وغیرہ پر عالم اسلام کو نشانہ بنایا جا رہا ہے، وہی تمام خصوصیات یورپ، امریکہ اور دہشت گردی کے خلاف نام نہاد جنگ لڑنے والے ہر ملک میں بڑھائی جا رہی ہے۔ یعنی جو اوروں کے لیے برا ہے، ان ٹھیکیداروں کے لیے اچھا ہے۔

عالم اسلام کی انسانی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ تارِ عنکبوت کو تار تار کر دے اور تمام دنیا کے سامنے انصاف، عدل، امن، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے مقاصد کو حاصل کرنے والے نظام کی طرف متوجہ کرائے، اللہ کا دیا ہوا نظام ہی دنیا کے مسائل کو حل کر کے اسے جنت بنا سکتا ہے۔ ماحولیاتی آلودگی، ہتھیاروں کی اندھا دھند تجارت، صارف کلچر، سرمایہ کی لوٹ، اخلاقی قدروں کی پامالی، نشہ کی بڑھتی ہوئی لت، جانوروں کی حد تک گری ہوئی جنسی حرکات جیسی لعنتوں سے تمام عالم پریشان ہے اور دنیا کے نام نہاد غنڈہ ٹھیکیدار اپنے مذموم مقاصد کے تحت تریاق کو زہر بنا کر پیش کرنے کی مہم میں آ گئے ہیں۔ کیوں کہ اس سے ان کی لوٹ کھسوٹ، ظلم اور اجارہ داری کے تباہ ہونے کا خطرہ ہے۔ اس وقت دنیا میں تمام منفی پروپیگنڈا اور گھناؤنی سازشوں، فریب کارانہ بم دھماکوں اور ان کاؤنٹروں، بی بی سی اور ''دیش بھگت'' میڈیا کی دن رات کی زہر افشانیوں کے باوجود اسلامی تعلیمات کا سورج اپنی روشنی بکھیر رہا ہے، اسلام دلیل کے میدان اور پرامن طریقہ سے بات منوانے کے میدان میں کبھی کمزور نہیں رہا ہے اور نہ رہے گا۔ کیوں کہ یہ اللہ علیم وخبیر کا پیغام ہے۔ اسلام آخرت میں جنت کے حصول کا ذریعہ تو ہے ہی، ساتھ دنیا کو بھی جنت بنانے کا کام یہ اپنے پیروؤں کو دیتا ہے۔

امتِ مسلمہ کا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ کستوری ہرن کی طرح اپنی مشک کو اپنے اندر ڈھونڈنے کے بجائے ستارۂ صلیب، ہاتھ ہتھوڑا، ہنسیا، ہاتھی، سائیکل میں ڈھونڈ رہا ہے۔ جب کہ وہ جس روشنی اور ہدایت کا امین ہے، وہ ان سب کے لیے ہدایت کا موجب ہے، دنیا کے لیے امن، انصاف اور حقیقی مسرت کا پیغام ہے، اس پیغام امن وفلاح کی بے کم وکاست تبلیغ وترویج ہی امتِ مسلمہ کے لیے دنیا افتخار اور نصرت خداوندی کا ذریعہ بن سکتی ہے، باقی تمام راستے غلامی، بے بسی اور ذلت کے ہی ہیں۔